حافظ سید ابوالخیر مدرسہ رحمانیہ عربیہ
کمبی پیٹ (حبیب نگر) جنوبی بنگلور ریاست میسور

افکار و آراء

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب بیارم پیٹھی کی ۱۳۱۱ھ میں ولادت ہوئی ۱۱ جولائی سنہ ۶۳ء میں آپ کا وصال ہوا۔ قد غاب قطب الصمد (شاکر) آپ کی تعلیم مولانا فقیر اللہ صاحب شاہ پوری پنجابی المعروف بالمدراسی سے سات سال کی عمر سے ۲۷ سال کی عمر تک ہوتی رہی۔ مولانائے موصوف جنوب میں جماعت اہل حدیث کے بانی تھے۔ آپ نے معقول و منقول کی ساری کتابیں آپ ہی سے پڑھیں۔ پھر مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری وغیرہ کی صحبت میں رہے مسلم و مؤطا وغیرہ مولانا غزنوی کو سنائی تھی۔ حالانکہ آپ کے آباء و اجداد مشائخین بیجاپور سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر تربیت چونکہ اہل حدیث علماء کی صحبت میں ہوئی تھی، اس لئے اس کے اثرات غالب آگئے تھے۔ مگر اس وقت بھی آپ بقول مولانا یوسف کوکن مصنف امام ابن تیمیہ معتدل تھے۔ لیکن طالب علمی کے زمانہ ہی سے آپ کو تصوف وغیرہ سے خاصی دلچسپی رہی اس طرح آپ کی زندگی دو ادوار میں تقسیم ہو جاتی ہے پہلے دور میں جامعہ دارالسلام عمرآباد کی جو کہ آج جنوب کا ندوہ ہے، بنا کے محرک اول بنے جامعہ دارالسلام میں دس سال شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ صحیح ابن حبان جو کہ اس وقت غیر مطبوعہ تھی اسکو حجاز سے نقل کروا کے منگوایا اور اس کی تصحیح میں لگے رہے، جس کا سلسلہ بعد میں چھوٹ گیا اور آج تک نامکمل ہے۔ آپ غیر منقسم ہندوستان کی جماعت اسلامی کے پہلے قائدین سے ہیں لیکن ان سب ایام میں آپ مسئلہ وحدۃ الوجود کی تحقیق میں لگے رہے۔ آخر جب آپ پر اس کی حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں ظاہر ہو گئی اور چاروں سلاسل کی خلافت ایک قطب وقت سے حاصل کر لی تو اپنے حلقوں میں اس کی اشاعت شروع کر دی۔ صرف اس مسئلہ کی تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے آپ کو جماعت چھوڑنی پڑی۔ جس کا آپ کے اس خط سے اظہار ہوتا ہے جسے آپ نے امیر جماعت کو جواباً تحریر کیا تھا۔

"یہ فقیر خداداد بصیرت کے ماتحت اپنے مسلک کو اساس جماعت اسلامی قرار دیتا ہے اور کتاب و سنت سے اس مسلک کو بدلالۃ النص مؤید پاتا ہے۔ گو یہ استدلال مخالف کی نگاہ میں صحیح نہ ہو اور صحیح نہ ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ تصور نظر پر وہ مطمئن ہے اور قصور نظر کا احساس بھی نہیں ہے زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے استدلال غامض ہے پس صحیح نہ ہونے کا حکم لگانا محض تحکم ہے ضرورت اس امر کی ہے رفع غموض کی کوشش کی جائے۔"

آخر میں آپ نے لکھا۔

"مختصراً یہ گذارش ہے کہ جماعتی سرگرمیوں پر میں اپنے مسلک کو ہرگز ہرگز ترجیح نہیں دے رہا ہوں۔ بلکہ میری ساری سرگرمی اساس جماعت کے مستحکم کرنے میں مصروف ہے اگرچہ موجودہ ارکان جماعت یا امیر جماعت اس کو جماعتی کام نہ سمجھتے ہوں۔ جماعت اسلامی صرف موجودہ ہیئت کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی شان اس سے بدرجہا اونچی ہے۔ چونکہ موجودہ ہیئت کو اس امر پر اصرار ہے کہ جماعت اسلامی موجودہ ہیئت ہی کے اندر منحصر ہے لہذا میں اپنے افکار کے ماتحت موجودہ ہیئت جماعت اسلامی کا ہمدرد رہ سکتا ہوں یا یہ کہ علماً و استدلالاً میری غلطی واضح کی جائے۔"

اس کی وجہ سے آپ کو جنوبی ہند کے اہل حدیث کا پورا حلقہ چھوڑنا پڑا۔ اور ذاتی طور پر لاکھوں کا مالی خسارہ آپ کو ہوا۔ جس کا اظہار آپ نے اس خط میں کیا ہے جسے مولانا صفوۃ الرحمٰن صاحب "ادارۂ الحق" حیدرآباد دکن کو ان کے ایک خط اور رسالہ "اصل ثابت" مولانا صوفی نذیر احمد کے جواب میں لکھا تھا۔

"صوفی نذیر احمد لاکھ صاحب احوال و مواجید لاکھ صاحب رشد و ہدایت لاکھ کثیر المطالعہ اور وسیع المعلومات سہی لیکن مکتب حقائق کے ابھی طفل مکتب یا پیر نابالغ ہیں وہ جلدبازی اور عجب پندار میں مبتلا ہیں۔ الفاظ محض لفاظی سے میدان جیتنا چاہتے ہیں۔ یہی حال جناب والا کا ہے۔ تحسین ناشناس سے آپ لوگ مغرور ہو کر دنیا کو بھی اپنے جہل مرکب کی طرف دعوت دینا چاہتے ہیں۔ حقائق قرآنی کی ہوا بھی آپ لوگوں کو نہیں لگی۔ یاد رکھئے کہ جب تک علوم ابن عربی اور علوم ابن تیمیہ و مجدد صاحب میں کامل تطبیق نہیں دی جائے گی۔ یکطرفہ جہل مرکب سے کام نہیں چلے گا۔ اس کے لئے کسی محقق قرآن کی طویل صحبت درکار ہے بشرطیکہ جہل مرکب کے پندار سے خالی الذہن ہو کر استفادہ کیا جائے۔ بلا مبالغہ تیس سال کی محنت جانی و مالی ایثار دقربانی اور بلا مبالغہ ہر قسم کے رطب و یابس احوال و مواجید کی بدنامی سے گزرنے کے بعد ہی

یہ راہ تطبیق ہمیں نصیب ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ آپ ہی غور کر لیجیے کہ راہ تطبیق حق ہو سکتی ہے یا راہ تفریق۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "مصدق لما بین یدیہ" ہو کر تشریف لائے نہ کہ مفرق۔ تطبیق ہی ایک میزان فارق بین الحق والباطل ہے۔

بہرحال یہ ایک طویل تاریخ ہے اور آپ کے ایسے سینکڑوں خطوط کا جو علماء وقت کے نام ہیں اور جن میں بڑے بڑے اکابر شامل ہیں ذخیرہ محفوظ ہے اور جو شخص بقول شاہ ولی اللہ مفہمین کے اعلیٰ منازل پر فائز ہو وہی اس فلسفہ کی تحصیل اور اس کی علمی تطبیقات کا حامل ہو سکتا ہے۔ آپ مجسم اخلاق اور صحابہ کرام کے دور کی زندہ مثال تھے۔ قرآن و حدیث سے آپ کو خاص شغف تھا۔ آپ نے ۴۰ سال کی عمر میں صرف چھ ماہ کے عرصے میں قرآن حفظ کیا تھا۔ اور پھر معلوم نہیں کتنے ہزار مرتبہ آپ نے قرآن کا دور کیا۔ آپ کو ہر علم میں کمال حاصل تھا۔ یہاں یہ لکھ دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے آپ سے حدیث پڑھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں جاہل تھا تو ایک مخلوق میرے ساتھ تھی اب جب کچھ ملا ہے تو سارے رد کر گئے ہیں شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے متعلق اپنا عجز ظاہر کیا اور آپ کے ساتھ حضرت کی جو دو تین صحبتیں ہوئیں انہیں اپنے بہترین اوقات اور باعث ازدیاد علم سے تعبیر کیا مختصراً آپ طریقت کے علماً و حالاً امام تھے اور عرفاً اور اصلاً تحقیقات میں شیخ تھے آخر جب آپ کو اپنے قدیم حلقہ سے پوری مایوسی ہو گئی تو آپ نے ایک وادئ غیر ذی زرع میں ۶۲ سال کی عمر میں مدرسہ کی بنا ڈالی اور آخری سانس تک اس کو اپنے خون سے سینچا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ مدرسہ ترقی پذیر ہے اور انشاء اللہ المستعان مستقبل عظیم ہوگا۔ آپ نے اس مدرسہ کی بنیاد ہی صرف اس غرض سے رکھی کہ تمام مسالک میں اتحاد پیدا ہو، اور مشرقی اور مغربی علوم کے علماء میں جو بعد المشرقین پیدا ہو گیا ہے اس کو اس مسئلہ سے پاٹا جائے اور ایک دوسرے کو قریب تر لیا جائے۔

بدقسمتی سے جنوبی ہند کے اکثر فضلاء قلمی قوت سے محروم رہے ہیں۔ پھر بھی آپ کا غیر مطبوعہ ذخیرہ حاشیوں مکتوبات اور نامکمل مضامین کی شکل میں عربی اور اردو میں وافر ہے جسے مرتب کرنا کئی آدمیوں کا کام ہے آپ کی خواہش تھی کہ قرآن کی تفسیر اور احادیث کی تشریح لکھوں جو ظاہر ہے بالکل انوکھا انداز لئے ہوئی ہوتی مگر ناقدری زمانہ نے اس کی فرصت نہیں دی آپ کا ایک مطبوعہ ۴۲ صفحاتی رسالہ مسماۃ البشریٰ مرسل ہے جس کا ایک نسخہ باقی رہ گیا تھا اور جس کو مصنف نے اصلاح و ترمیم کے بعد دوسرے ایڈیشن کیلئے محفوظ کر رکھا تھا۔ امید ہے کہ آپ مطالعہ کے بعد بحفاظت واپس بذریعہ رجسٹری فرمادیں گے "البشریٰ" کو آپ نے تمام علماء کی خدمات میں ارسال کیا۔ مگر کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی۔ والسلام